بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنبیہ: آپ کو اس فائل میں ""دل کے بیان"" سے پہلے تک کے نوٹس ملیں گے۔۔۔اگر کوئی غلطی ملے تو ضرور اطلاع فرمائیں۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس لینا چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔

(1) شرح وقایہ ((ششماہی ثانی))::(۲) فقہ السیرہ

(۳) حامی ((باب القیاس))(۴) النور المبین

(۵) تیسیر مصطلح الحدیث (۶) القصائد المنتخبہ

(7) فتح المنان (۸) تفسیر بیضاوی (۹) ہدایہ

03238599095

🌹✍ محمد صائم عطاری ❀➳

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

سوال:::

کتاب "منہاج العابدین" کی پہلی گھاٹی ((یعنی پہلا باب)) کس بارے میں ہے؟؟؟

جواب:::

اس کی پہلی گھاٹی علم کے بارے میں ہے----

سوال:::

اخلاص اور عبادت کے طلبگار پہ سب سے پہلے کون سی چیز کا حصول لازم ہے؟؟؟اور کیوں لازم ہے؟؟؟

جواب:::

اخلاص اور عبادت کے طلبگار پہ علم حاصل کرنا ضروری ہے،،کیونکہ تمام چیزوں کا دارومدار علم پہ ہے----

سوال:::

علم اور عبادت کو مصنف نے جوہر کیوں قرار دیا ہے؟؟؟

جواب:::

کیونکہ جو کچھ سنا اور دیکھا جا سکتا ہے مثلاً مصنفین کا کتابیں لکھنا، معلمین کا پڑھانا، واعظین کا وعظ اور مناظرہ کرنے والوں کا مناظرہ کرنا یہ سب علم اور عبادت کی وجہ سے ہے،، بلکہ علم اور عبادت کی وجہ سے کتابیں نازل کی گئیں، رسولوں کو مبعوث کیا گیا،، حتی کہ زمین و آسمان اور ان میں جو مخلوقات ہیں ان سب کو علم اور عبادت کی بدولت پیدا کیا گیا۔۔۔

سوال:::

اللہ پاک نے قرآن پاک میں کس طرح علم وعبادت کی اہمیت کو بیان کیا ہے؟؟؟

جواب:::

علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا:::

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّؕ-یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا(12)

ترجمۂ کنزالعرفان

اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں۔ حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر شے پر خوب قادر ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہ آیت علم کی فضیلت اور خاص طور پر علم توحید کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔۔۔۔

عبادت کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (56)

ترجمۂ کنزالعرفان

اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔۔۔

عبادت کی اہمیت بیان کرنے کے لیے اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کرنے کے لیے اللہ پاک کا یہ فرمان کافی ہے۔۔۔

علم اور عبادت کی وجہ سے ہی دونوں جہانوں کو پیدا کیا گیا۔۔۔

سوال:::

مصنف کے نزدیک بندے کو کس کام میں مشغول رہنا چاہیے؟؟؟

جواب:::

بندے کو محض علم وعبادت میں مشغول رہنا چاہیے،،وہ ان دونوں میں خود کو تھکائے،،ان کے علاوہ اور کسی بھی طرف نظر نہ کرے،،کیونکہ علم و عبادت کے علاوہ دیگر تمام امور باطل اور لغو ہیں ان میں کسی قسم کی کوئی خیر نہیں اور نہ ہی ان سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

علم اور عبادت میں سے کون سی چیز افضل ہے؟؟؟احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔۔۔

جواب:::

علم "عبادت" سے افضل ہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

عالم کی عابد پہ فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت میری امت کے کسی ادنی مرد پہ ہے۔۔۔۔

ایک اور جگہ پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان کچھ یوں ہے:::

عالم کو ایک نظر دیکھنا میرے نزدیک ایک سال کے روزوں اور قیام سے زیادہ پسندیدہ ہے۔۔۔

ایک اور موقع پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے((صحابہ سے))

فرمایا:::

کیا میں تمہیں بلند رتبہ جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟؟؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول کیوں نہیں؟؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

وہ میری امت کے علماء ہیں۔۔۔۔

سوال:::

کیا علم کے ساتھ ساتھ عبادت ((یعنی عمل کرنا)) بھی ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،،

علم کے ساتھ ساتھ عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بغیر عمل کے علم کی حیثیت روشن دان کی دھوپ میں نظر آنے والی باریک ذرات جیسی ہو جائے گی،، علم درخت کی طرح ہے جبکہ عبادت اس درخت کا پھل ہے۔۔۔ درخت کے لیے شرف یہ ہے کہ وہ اصل ہے لیکن اس کا اصل نفع ""پھل"" ہیں،، اسی طرح بغیر عمل کے علم کسی کام کا نہیں۔۔۔۔

لہذا علم و عبادت دونوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے،، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:::

اس علم کو ایسے طلب کرو کہ یہ عبادت کو نقصان نہ دے،، اور اس عبادت کو یوں بجا لاؤ کہ یہ علم کو نقصان نہ دے۔۔۔۔۔

سوال:::

علم اور عبادت میں سے اصل اور مقدم کیا چیز ہے؟؟؟

جواب:::

علم عبادت سے مقدم ہے کیونکہ یہ اصل ہے،، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:::

علم """ عمل """ کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔۔۔

سوال:::

علم کو عبادت پہ مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب:::

علم کو عبادت پہ مقدم کرنے کی وجہ عبادت کا حصول اور اس کا سلامت رہنا ہے کیونکہ سب سے پہلے انسان پہ یہ لازم ہے کہ وہ معبود

کو جانے اور پھر اس کی عبادت کرے،، اگر عبادت کرنے والا معبود کی ذات وصفات کو نہیں جانتا، اس بات کو نہیں جانتا کہ معبود کے لیے کیا چیز ضروری ہے اور کون سی چیز اس کی شان کے خلاف ہے تو وہ اس کی عبادت کیسے کر سکتا ہے ؟؟؟ اگر معبود کے بارے میں علم نہیں ہوگا تو عبادت کرنے والا معبود کے ذات وصفات کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھے گا جو حق کے مخالف ہوگا تو نتیجتاً اس کی عبادت ضائع ہو جایے گی۔۔۔۔

اس کے بعد شریعت نے جو چیزیں واجب کی ہیں اور جن سے منع کیا ہے ان کے بارے میں جاننا ضروری ہے،، اگر ان کے بارے میں علم نہیں ہوگا تو عبادت کرنا کیسے ممکن ہوگا جس کے بارے میں پتا ہی نہیں ؟؟؟ اور اس گناہ سے کوئی شخص کیسے بچ سکے گا جس کا گناہ ہونا اسے معلوم ہی نہیں ؟؟؟

عبادات شرعیہ مثلا: نماز، روزہ اور پاکی وغیرہ کا علم حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے تاکہ ان عبادات کو قائم کیا جا سکے،، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کئی سال تک نماز اور روزہ وغیرہ ادا کر رہا ہوتا ہے لیکن لاعلمی کی وجہ سے ساتھ کوئی ایسا کام بھی کر رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی عبادت ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی،، تو اس

لیے عبادت کو اچھے طریقے سے کرنے کے لیے علم کا پہلے سے حصول ضروری ہے۔۔۔۔

سوال:::

کیا باطنی عبادتوں کو سیکھنا بھی ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، باطنی عبادات جن کا تعلق دل سے ہے مثلا::: توکل، تفویض، رضا، صبر، توبہ اور اخلاص وغیرہ کے بارے میں سیکھنا ضروری ہے تاکہ ان عبادات کو کیا جا سکے اور اسی طرح باطنی بیماریوں مثلا::: غصہ، لمبی امیدیں، ریاکاری اور غرور و تکبر وغیرہ کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے تاکہ ان سے بچا جا سکے۔۔۔

اللہ پاک نے قرآن کریم میں باطنی عبادات کو بجالانے اور باطنی بیماریوں سے بچنے کا حکم دیا۔۔۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:::

(1) وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔۔۔۔

(2) وَاشْكُرُوا اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

ترجمہ کنز العرفان:::

اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔۔۔۔

(3) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ کنز العرفان:::

اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔۔۔۔

(4) وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

ترجمہ کنز العرفان:::

اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے بنے رہو۔۔۔۔

جس طرح اللہ پاک نے نماز اور روزے کا حکم دیا ہے اسی طرح مندرجہ بالا آیات اور دیگر آیات میں باطنی عبادات اور باطنی بیماریوں کے بارے میں بھی سیکھنے کا حکم دیا ہے۔۔۔ لیکن لوگ نماز اور روزے کی طرف توجہ دیتے ہیں باطنی چیزوں کے بارے میں سیکھنے کی

کوشش نہیں کرتے حالانکہ ان دونوں کا حکم ایک ہی رب نے ایک ہی کتاب میں دیا ہے،، لیکن لوگ ان فرائض سے غافل ہو کر دنیا کے پیچھے چل پڑے ہیں،، نیکی کو گناہ اور گناہ کو نیکی سمجھنے لگے ہیں اور ان پاکیزہ علوم سے بے پرواہ ہو گئے ہیں جنہیں اللہ نے نور، حکمت اور ہدایت جیسے الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔۔۔۔

سوال:::

مصنف نے بغیر علم کے عمل کرنے والوں کو کیا نصیحت فرمائی ہے؟؟؟

جواب:::

مصنف فرماتے ہیں:::

اے ہدایت کے طلبگار!!!

کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اکثر واجبات کو ضائع کرتے ہو اور نفل نماز روزے میں مشغول رہتے ہو اور مقصود اصلی کو چھوڑ چکے ہو؟؟؟ تم جہنم میں لے جانے والے گناہ پہ ڈٹ جاتے ہو،، اور کھانا، پینا اور نیند جیسی مباح چیزیں چھوڑ کر قرب الہی تلاش کرتے ہو اور یوں تم فضول چیزوں میں پڑ جاتے ہو،، اس سے بھی زیادہ سخت بات یہ ہے کہ تم ((لمبی

))امید باندھ لیتے ہو جبکہ امید محض گناہ ہے لیکن تم جہالت کی وجہ سے اسے اچھی نیت سمجھتے ہو،، کبھی غصے اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہو لیکن اسے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑانا سمجھ لیتے ہو،، کبھی تم ریاکاری میں پڑے ہوتے ہو لیکن اسے اللہ کی حمد اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا سمجھ لیتے ہو،، کبھی تم گناہوں کو نیکیاں اور سزا والے کاموں کو ثواب عظیم سمجھ کر دھوکے میں پڑ جاتے ہو۔۔۔۔

خدا کی قسم بغیر علم کے عمل کرنے والوں کے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

ظاہری اور باطنی اعمال کا آپس میں کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب:::

ظاہری اعمال اور باطنی اعمال مثلا اخلاص، ریاکاری، خود پسندی وغیرہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے،، باطنی اعمال کی وجہ سے ظاہری اعمال درست ہو جاتے ہیں یا برباد ہو جاتے ہیں،، جو شخص باطنی اعمال کے بارے میں معلومات نہیں رکھتا تو اس کی ظاہری اور باطنی عبادتیں فوت ہو جاتی ہیں اور یہ کھلا نقصان ہے۔۔۔۔

اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:::

""علم کے ساتھ سونا جہالت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے""۔۔۔۔

کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا درستگی کی بجائے فساد کا زیادہ باعث بنتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے ""یہ ((علم)) خوش نصیبوں کو دیا جاتا ہے اور بدبختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے""؟؟؟

جواب:::

اس کا مطلب ہے کہ علم انہی کو ملتا ہے جو خوش نصیب ہوتے ہیں جبکہ بدبخت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں،، اس کی پہلی بدبختی یہ ہوتی ہے کہ وہ علم سیکھتا نہیں اور دوسری بدبختی یہ ہے کہ وہ صرف عبادت کرنے کی مشقت برداشت کرتا ہے اور اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔۔۔۔

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس عمل سے جو قبول نہ کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال:::

علم کو عمل پہ مقدم کرنے کی دوسری وجہ بیان کریں۔۔۔

جواب:::

دوسری وجہ یہ ہے کہ علم نافع انسان کے دل میں اللہ پاک کا ڈر پیدا کر دیتا ہے،، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:::

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

ترجمہ کنز العرفان:::

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔۔۔

جس شخص کے پاس ذات باری تعالیٰ کی معرفت کا علم نہیں ہو گا وہ اللہ پاک کی تعظیم کا حق ادا نہیں کر سکے گا،، لہذا ایک انسان اللہ پاک کی تعظیم کا حق تبھی ادا کر سکے گا جب اس کے پاس علم ہو گا اور علم کی بدولت وہ گناہوں سے بچ سکے گا۔۔۔۔۔

سوال:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم سیکھنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟؟؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ انسان پہ کون سے علوم سیکھنا ضروری ہیں ؟؟؟

جواب:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پہ فرض ہے""۔۔۔۔

تین علوم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا فرض ہے:::

(1) علم التوحید

(2) علم السر ((اس کا تعلق دل اور اس کے باطنی مسائل سے ہے))

(3) علم الشریعہ

سوال:::

علم توحید کتنا سیکھنا ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

علم توحید اتنا سیکھنا ضروری ہے جس سے انسان کو دین کے اصول کی پہچان ہو جائے،، اسے پتا چل جائے اس کا معبود ایک ہے جو علم والا، قدرت والا، زندہ، ارادہ کرنے والا، کلام کرنے والا، سننے والا، دیکھنے والا اور اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،، وہ تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے،، تمام برائیوں سے پاک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے

بندے اور رسول ہیں۔۔۔ علم توحید اتنا سیکھنا چاہیے کہ انسان اللہ کے دین میں بدعاتِ سیئہ سے بچ سکے۔۔۔

سوال:::

علم التوحید کے دلائل اور اس کی اصل کہاں پائی جاتی ہے؟؟؟

جواب:::

اس کے دلائل اور اصل قرآن کریم میں موجود ہے۔۔۔

سوال:::

علم سر کتنا حاصل کرنا ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

اتنا علم سر سیکھنا ضروری ہے کہ انسان کو پتا چل جائے کیا چیزیں دل کے لیے ضروری ہیں اور کون سی چیزوں سے دل کو بچانا ضروری ہے حتی کہ انسان کو اللہ کی تعظیم، اخلاص، اچھی نیت اور عمل کی سلامتی حاصل ہو جائے۔۔۔۔۔

سوال:::

علم شریعت کتنی مقدار میں سیکھنا فرض ہے؟؟؟

جواب:::

علم شریعت اتنا سیکھنا ضروری ہے کہ انسان کو ان تمام چیزوں کو علم ہو جائے جو اس پہ واجب ہیں تا کہ انسان ان کو ادا کر سکے مثلاً طہارت، نماز اور روزہ۔۔۔ اگر کسی پہ حج، جہاد اور زکوۃ وغیرہ واجب ہیں تو اس کے لیے ان کا علم سیکھنا ضروری ہے ورنہ نہیں۔۔۔

الغرض انسان پہ جو جو چیز واجب ہے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔۔۔۔

سوال:::

کیا اتنا علم توحید حاصل کرنا ضروری ہے جس انسان دیگر کفریہ مذاہب پہ نقض وارد کر سکے ان پہ اسلام کی صداقت ثابت کر سکے اور تمام بدعات کو ختم کر کے سنت کی حجت کو لازم کر سکے؟؟؟

جواب:::

جی نہیں،، اتنا علم سیکھنا انسان کے لیے فرض نہیں ہے بلکہ صرف اتنا علم توحید سیکھنا فرض ہے جس سے وہ اپنے عقیدے پہ قائم رہ سکے بقیہ علم فرض کفایہ ہے۔۔۔

جب تک اس خطے میں علماء اہلسنت موجود ہیں اور وہ شکوک وشبہات کو حل کر رہے ہیں اور بدعات کو ختم کر رہے ہیں اور اس علم

میں مشغول ہیں تب تک دوسروں سے یہ فرضیت ساقط ہو گئی ہے کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے لہذا ایک عالم کا اتنا علم سیکھنا سب کی طرف سے کفایت کر جائے گا۔۔۔۔

اسی طرح علم سر کی باریکیاں اور دل کے تمام عجائبات کے بارے میں بھی جاننا ضروری نہیں بلکہ محض اتنا جان لینا چاہیے جس سے انسان کی عبادت فاسد نہ ہو۔۔۔

اسی طرح علم شریعت کے تمام ابواب مثلا کتاب البیوع، کتاب الاجارہ، کتاب الطلاق، نکاح اور جنایات وغیرہ کے بارے میں بھی جاننا ضروری نہیں ہے بلکہ محض اتنا علم شرعی ہونا چاہیے جس سے انسان پاکی ناپاکی جائز وناجائز اور حلال حرام کی پہچان کر سکے،، اس کے علاوہ علم فرض کفایہ ہے۔۔۔۔

سوال:::

کیا انسان استاد کے بغیر علم توحید سیکھ سکتا ہے؟؟؟

جواب:::

استاد چیزوں کو کھول کر بیان کرنے والا اور مشکلات کو آسان کرنے والا ہوتا ہے لہذا اس سے سیکھنا زیادہ بہتر ہے۔۔۔

سوال:::

علم کی گھاٹی آسان ہے یا دشوار؟؟؟

جواب:::

علم کی گھاٹی بہت دشوار گزار راستہ ہے اسے عبور کرنا انتہائی مشکل ہے،، اس کے بڑے بڑے خطرات ہیں،، کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس سے منہ موڑا اور گمراہ ہو گئے،، کتنے ہی لوگ اس راستے پہ پھسل گئے،، بہت سے لوگ اس میں لاپتہ ہو گئے جبکہ کچھ لوگوں نے اس گھاٹی کو بہت تھوڑی مدت میں کامیابی سے عبور کر لیا،، یہ سارے کا سارا معاملہ اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال:::

علم کے نفع کے بارے میں بیان کریں۔۔۔

جواب:::

علم کا نفع بہت زیادہ ہے،، ہر بندے کو اس کی حاجت ہے کیونکہ تمام عبادات کا دارومدار علم پر ہے۔۔۔

اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اور فرمایا""اے داؤد نفع دینے والا علم سیکھ""،، انہوں نے عرض کی اے میرے

مولا!!! علم نافع کیا ہے ؟؟؟ تو اللہ پاک نے فرمایا"" علم نافع یہ ہے کہ تم میرے جلال، میری عظمت، میری کبریائی اور ہر چیز پہ میری قدرت کے کمال کے بارے میں جانو،، پس یہ چیز تمہیں میرے قریب کر دے گی۔۔۔۔۔۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے"" مجھے یہ پسند نہیں کہ میں بچپن میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جاتا اور بڑا ہو کر اپنے رب کی معرفت حاصل نہ کرتا""۔۔۔۔۔۔

لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔۔۔۔۔۔

سوال:::

کیا علم کے راستے میں خطرات بھی پیش آتے ہیں ؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، علم کے راستے میں بہت زیادہ خطرات ہیں،، پس جو بندہ اس لیے علم سیکھے تاکہ وہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے،، مالداروں کے ساتھ بیٹھے یا دنیا کا مال جمع کرے تو اس کی تجارت سراسر نقصان دہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جس نے علم حاصل کیا

تاکہ وہ اس کے ذریعے وہ علماء پہ فخر کرے یا بیوقوفوں سے جھگڑے یا اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرے تو اللہ پاک اسے آگ میں داخل کرے گا۔۔۔۔۔۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ میں نے مجاہدات میں تیس سال گزارے لیکن علم اور اس کے خطرے سے بڑھ کر کوئی شدید چیز نہیں پائی۔۔۔۔

سوال:::

کیا علم کے خطرات سے ڈر کر علم کو چھوڑ دینا چاہیے؟؟؟

جواب:::

جی نہیں،، یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے،، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں جھانکا تو میں نے اکثر تعداد فقیروں کی دیکھی،، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مال کے لحاظ سے فقیر؟؟؟ فرمایا نہیں بلکہ علم کے لحاظ سے فقیر۔۔۔۔

پس جو علم چھوڑ دے گا تو وہ عبادت ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کر سکے گا نتیجتاً وہ نقصان اٹھائے گا لھذا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

علم کی گھاٹی کا خلاصہ بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک کی مخلوقات میں غور وفکر کرنے سے انسان جان جاتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا کوئی معبود ہے جس نے ان سب کو بنایا ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک ہے،، یونہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں غور وخوض کرنے سے معلوم ہو جایے گا کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔۔۔

سلف وصالحین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخرت میں اللہ پاک کا دیدار ہو گا کیونکہ وہ موجود ہے۔۔۔ قرآن بیشک اللہ کا کلام ہے اس کی مخلوق نہیں،، پوری کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ پاک کے چاہنے سے ہو رہا ہے وہ تمام چیزوں کا خالق ومالک ہے اور اپنی ملکیت میں جو مرضی کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں،، اس پہ کوئی چیز واجب نہیں۔۔۔

امور آخرت کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا بلکل سچ فرمایا اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ شامل نہیں،، انسان کو ان تمام اصول دین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے،، ظاہر وباطنی علوم حاصل کرنے

چاہئیں تاکہ وہ اپنی عبادات اچھے طریقے سے ادا کرسکے،، علم حاصل کرنے کے بعد اس پہ عمل بھی کرنا چاہیے تاکہ انسان شرف وفضیلت والا ہوجائے۔۔۔ نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہے۔۔۔۔

((العقبۃ الثانیۃ))

((وھی العقبۃ التوبۃ))

سوال:::

مصنف نے توبہ لازم ہونے کی کتنی اور کون سی وجوہات بیان کی ہیں؟؟؟

جواب:::

مصنف نے توبہ کے لازم ہونے کی دووجوہات بیان کی ہیں:::

(1) پہلی وجہ یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے انسان کو عبادت کرنے کی توفیق ملے گی کیونکہ گناہوں کی وجہ سے انسان عبادت سے محروم ہوجاتا ہے اور اللہ پاک کی اطاعت سے رک جاتا ہے اور اگر اللہ پاک کی رحمت شامل نہ ہو تو گناہوں کی نحوست کے سبب انسان دائرہ اسلام سے بھی خارج ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔۔

جھوٹ بولنے والے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دونوں محافظ فرشتے اس کے منہ سے نکلنے والی بدبو کی وجہ سے اس سے دور ہو جاتے ہیں""، تو یہ زبان جس کی وجہ سے فرشتے انسان سے دور ہو جاتے ہیں ایسی زبان بھلا اللہ کا ذکر کیسے کرے گی؟؟؟

کسی نے سچ کہا ہے""اگر تورات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو سمجھ لو تم بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہو اور تجھے تیرے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے""۔۔۔۔۔۔

(2) توبہ لازم ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ توبہ اس لیے کرنی چاہیے تاکہ انسان کی عبادت قبول ہو،، بے شک قرض خواہ قرض دار سے تحفہ قبول نہیں کرتا بلکہ قرض کا مطالبہ کرتا ہے اور یہی حال توبہ کا ہے کہ گناہ کرنے کی وجہ سے انسان پہ توبہ فرض ہو جاتی ہے لیکن وہ توبہ کی بجائے دوسری عبادات میں مصروف رہتا ہے تو وہ نفلی عبادتیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں؟؟؟ حالانکہ توبہ کرنا فرض ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

سچی توبہ کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب:::

توبہ دل کے کاموں میں سے ایک کام ہے،،اس کے بارے میں علماء کرام نے فرمایا ہے""دل کو گناہوں سے پاک کرنے کا نام توبہ ہے""، شیخ رحمہ اللہ نے توبہ کے بارے میں فرمایا""اللہ کی تعظیم کی خاطر اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لیے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا توبہ ہے-----

سوال:::

توبہ کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟؟؟

جواب:::

توبہ کی چار شرائط ہیں:::

(1) گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرنا کہ اب کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا،،اگر ایسا ارادہ نہ ہو تو اس کو توبہ نہیں کہا جائے گا----

(2) جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے ویسا گناہ پہلے کر چکا ہو،،اگر اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں تو وہ توبہ کرنے والا نہیں بلکہ گناہ سے بچنے والا کہلائے گا،، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم کفر سے بچنے والا کہ سکتے ہیں کفر سے توبہ کرنے والا نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کفر نہیں

کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہم کفر سے توبہ کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

(3) جس گناہ کو وہ چھوڑ رہا ہے وہ درجہ اور مرتبہ میں اس گناہ کے برابر ہو جو پہلے سرزد ہو چکا ہے،، صورتا سابقہ گناہ کے جیسا ہونا ضروری نہیں۔۔۔

(4) اس گناہ کو چھوڑنا خالص اللہ کی تعظیم اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لیے ہو،، گناہ چھوڑنے میں کوئی دنیاوی غرض مثلا حب جاہ وغیرہ نہ ہو۔۔۔۔۔

سوال:::

توبہ کے کتنے اور کون سے مقدمات ہیں؟؟؟

جواب:::

توبہ کے تین مقدمات ہیں((یعنی توبہ سے پہلے تین چیزوں کا جاننا انتہائی اہم ہے))

(1) گناہ کو انتہائی برا جاننا

(2) اللہ کی سخت پکڑ کو یاد رکھنا جس کو برداشت کرنے کی طاقت انسان میں نہیں۔۔۔

(3) اپنی کمزوری کو یاد رکھنا کہ جہاں مجھ سے سورج کی تھوڑی سی تپش برداشت نہیں ہوتی وہاں جہنم کی آگ کیسے برداشت کروں گا؟؟؟ چیونٹی کا ڈنک برداشت نہیں ہوتا تو جہنم کے بڑے بڑے سانپ اور بچھوؤں کا کاٹنا کیسے برداشت ہو گا؟؟؟

اعتراض:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" الندم توبۃ"" یعنی ندامت توبہ ہے،، انہوں نے تو توبہ کی شرائط اور مقدمات وغیرہ ذکر نہیں کیے۔۔۔۔

جواب:::

شرمندگی اور ندامت بندے کی طاقت میں نہیں جبکہ توبہ بندے کے اختیار میں ہے۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ اللہ کی تعظیم اور اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے ایسی ندامت ہو جو بندے کو سچی توبہ پر ابھارے اور اس طرح کی ندامت توبہ کرنے والوں کی صفت ہے۔۔۔ جب بندہ توبہ کے مقدمات یاد کرے گا تو اس کو ایسی ندامت ہو گی جو گناہ چھوڑنے پہ ابھارے گی،، چونکہ ندامت توبہ کرنے کا

سبب ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندامت کو توبہ قرار دیا۔۔۔۔

سوال:::

کیا انسان کا مکمل طور پر گناہوں سے بچنا ممکن ہے؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، صرف ممکن ہی نہیں بلکہ آسان بھی ہے اور جس پہ اللہ کی رحمت ہو وہی گناہوں سے بچ سکتا ہے۔۔۔۔

سوال:::

اگر کوئی شخص یہ سوچ کر توبہ نہ کرے کہ ہوسکتا ہے وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا ہوجائے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟؟؟

جواب:::

ایسا کرنا بلکل غلط ہے،، یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے ورنہ کسی کو کیا معلوم کہ وہ توبہ کرنے کے بعد گناہ کرے گا یا نہیں؟؟؟ ہوسکتا ہے گناہ کرنے سے پہلے بحالت توبہ اس کا انتقال ہوجائے۔۔۔۔

انسان کے ذمے بس توبہ کرنا ہے اور اس توبہ پہ اسے ثابت قدم کرنا اللہ پاک کا کام ہے،، لہذا ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ ایک شخص دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے توبہ ہی نہ کرے کیونکہ توبہ سے دو بڑی بھلائیوں میں سے ایک لازمی نصیب ہوتی ہے:::

(1) سچی توبہ پہ ثابت قدم رہنے کی توفیق مل جائے گی۔۔۔

(2) گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔۔۔۔۔

سوال:::

گناہ کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب:::

گناہ کی تین اقسام ہیں:::

(1) اللہ کے لازم کردہ احکامات کو چھوڑنا مثلاً نماز، روزہ وغیرہ،، یہ گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء کرنی ہوتی ہے۔۔۔۔

(2) وہ گناہ جو انسان اور اللہ کے مابین ہیں مثلاً شراب پینا، ناچنا وغیرہ۔۔۔ ان گناہوں پہ شرمندہ ہو کر ان سے توبہ کرنا لازمی ہے۔۔۔۔

(3) وہ گناہ جو انسان اور بندوں کے درمیان ہیں مثلاً حقوق العباد وغیرہ۔۔۔۔

سوال:::

بندوں کی حق تلفی کن کن چیزوں میں ہوتی ہے اور ان حق تلفیوں کا ازالہ کیسے کیا جائے؟؟؟ تفصیل سے بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

مال میں حق تلفی:::

حق تلفی کبھی مال میں ہوتی ہے،، اگر کسی کے مال کی حق تلفی کی ہو تو اسے واپس کرنا واجب ہے اور اگر غریب ہونے کی وجہ سے حق تلفی کرنے والا مالک کو مال واپس کرنے سے عاجز ہو تو چاہیے کہ اس سے معاف کروالے،، اگر مالک کے لاپتہ یا مر جانے کی وجہ سے معاف نہیں کرواسکتا تو اس کی طرف سے اتنا مال صدقہ کردے اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ اللہ قیامت کے دن اس مالک کو حق تلفی کرنے والے سے راضی کروادے۔۔۔۔۔۔

جان کی حق تلفی:::

اگر کوئی شخص کسی کی جان تلف کرلے تو اسے چاہیے کہ خود کو قصاص کے لیے پیش کردے یا اس کے وارثین اسے معاف کردیں،، اگر یہ صورت ممکن

نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ استغفار کیا جائے تاکہ اللہ پاک قیامت کے دن اس شخص کو اس سے راضی کروادے۔۔۔۔۔

عزت کی حق تلفی:::

اگر کوئی کسی کی عزت کی حق تلفی کرے ہو مثلا اسے گالی نکالے یا اس کی غیبت کرے تو لازم ہے جن لوگوں کے سامنے یوں کیا ہے ان کے سامنے خود کو جھوٹا کہے اور اس شخص سے معافی مانگے،، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ استغفار کرے تاکہ اللہ اسے قیامت والے دن حق تلفی کرنے والے سے راضی کردے۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل وعیال کی حق تلفی:::

اگر کوئی کسی کے گھر یا اولاد میں خیانت کا مرتکب ہو تو اسے معاف کروانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں فتنہ پیدا ہوگا،، لہذا وہ اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے تاکہ اللہ قیامت کے دن اس شخص کو اس سے راضی کروا دے۔۔۔۔۔

دین میں حق تلفی:::

اگر کوئی کسی کو کافر، بدعتی یا گمراہ وغیرہ کہے تو ایسی صورت میں اس کے سامنے اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرے اور اگر ہوسکے تو اس سے معافی

مانگے ورنہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے تاکہ اللہ پاک اس شخص کو قیامت کے دن اس سے راضی کروادے۔۔۔۔

سوال:::

اللہ پاک سے سچی پکی توبہ کی توفیق مانگنے والا حقیقت میں کس چیز کا سوال کر رہا ہوتا ہے؟؟؟

جواب:::

اللہ پاک سے سچی توبہ کی توفیق مانگنے والا حقیقت میں اس بات کا سوال کر رہا ہوتا یے کہ یا اللہ مجھے اپنا پسندیدہ بندہ بنا لے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا:::

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین۔۔۔

ترجمہ:::

بے شک اللہ پاک بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

توبہ میں تاخیر کرنے کا کیا نقصان ہوتا ہے؟؟؟

جواب:::

اس کا بہت بڑا نقصان ہے کیونکہ گناہ کی ابتداء دل کی سختی اور انتہاء بدبختی پہ ہوتی ہے،، جیسا کہ شیطان اور بلعم بن باعوراء کا معاملہ ہے کہ ان کے معاملے کی ابتداء گناہ سے ہوئی اور انتہاء کفر پہ ہوئی اور دونوں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو گئے،، لہذا انسان کو چاہیے کہ جلد از جلد اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کر لے۔۔۔۔۔

سوال:::

دل کس سے سیاہ ہوتا ہے اور اس کے سیاہ ہونے کی کیا علامت ہے؟؟؟

جواب:::

دل گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہوتا ہے اور اس سیاہی کی علامت یہ ہے کہ انسان کو گناہ کرتے ہوئے گھبراہٹ محسوس نہ ہو،، نیکیاں کرنے کا موقع نہ ملے اور وعظ و نصیحت سے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔۔۔۔۔

سوال:::

حضرت سیدنا کہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنے کس گناہ پہ چالیس سال روتے رہے؟؟؟

جواب:::

حضرت کہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا جس پر میں چالیس سال سے رو رہا ہوں،، پوچھا گیا"""اے ابو عبداللہ وہ کون سا گناہ ہے"""؟؟؟،، فرمانے لگے کہ میرا ایک مسلمان بھائی مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لیے مچھلی خرید کر پکائی،، جب وہ کھا چکا تو میں نے اٹھ کر اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لی اور اس سے اپنے مہمان کے ہاتھ دھلوائے۔۔۔۔

((فصل فی بیان حقیقۃ التوبۃ الصادقۃ))

سوال:::

توبہ کا طریقہ تفصیل سے لکھیں۔۔۔۔

جواب:::

جب کوئی انسان توبہ کرنا چاہے تو اسے پختہ ارادہ کر لینا چاہیے کہ اب دوبارہ گناہوں کی جانب نہیں پلٹنا،، جن کی حق تلفی کی ہے ان سے معافی مانگے،، جتنا ہو سکے فرائض وواجبات قضاء کرے،، غسل کرے پاک صاف کپڑے پہنے اور چار رکعات پڑھے،، پھر اپنے چہرے کو زمین پہ رکھے اور اپنے سر پہ مٹی ڈالے،، ایک ایک گناہ کو یاد کر کے نفس کو ملامت کرے اور اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر معافی مانگے،، پھر"""دعائے شدت

"" پڑھے،، اللہ پاک کو اس کی رحمت کا واسطہ دے کر دعا مانگے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے،، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ تمام مومنین کے لیے استغفار کرے۔۔۔۔

اور جب کوئی انسان توبہ کرلے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اللہ پاک سے اس توبہ پہ استقامت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔۔۔۔۔

((العقبۃ الثالثۃ))

((وھی عقبۃ العوائق))

سوال:::

انسان کو عبادت سے روکنے والی چیزیں کتنی اور کون سی ہیں؟؟؟

جواب:::

انسان کی عبادت کی راہ میں آنے والی رکاوٹیں چار ہیں:::

(1) دنیا

(2) مخلوق

(3)شیطان

(4)نفس

سوال:::

دنیا سے بے رغبتی کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

دو وجوہات کی بناء پر دنیا سے بے رغبتی ضروری ہے:::

(1)پہلی وجہ یہ ہے کہ انسان اچھی طرح عبادت کر سکے کیونکہ دنیا کی محبت اسے عبادت نہیں کرنے دے گی،، دنیا اور آخرت کی مثال دو سوکنوں کی طرح ہے ایک کو خوش کرو تو دوسری ناراض ہو جائے گی۔۔۔۔۔

اس حوالے سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے""میں نے بہت کوشش کی کہ عبادت اور تجارت کو اکٹھا لے کر چلوں مگر یہ دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکے تو میں نے تجارت چھوڑ کر عبادت کو اختیار کر لیا۔۔۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے""اگر عبادت اور تجارت میرے علاؤہ کسی شخص کے لیے جمع ہو سکتیں تو میرے لیے ضرور جمع ہو تیں کیونکہ اللہ نے مجھے قوت اور نرمی دونوں عطا فرمائی ہیں۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی فرمان ہے ""جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے لہذا باقی رہنے والی ((یعنی آخرت)) کو فنا ہونے والی ((یعنی دنیا)) پہ ترجیح دو۔۔۔۔۔

(2) دنیا چھوڑنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان کے عمل کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ""ایسا شخص جس کا دل دنیا سے بے رغبت ہو اس کی دو رکعتیں اللہ کے نزدیک قیامت تک عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بہتر اور محبوب ہیں۔۔۔۔۔

لہذا اپنی بزرگی میں اضافہ کرنے کے لیے اور اپنے عمل کی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے دنیا سے بے رغبتی ضروری ہے۔۔۔۔۔۔۔

سوال:::

زہد کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب:::

بنیادی طور پر زہد کی دو اقسام ہیں:::

(1) وہ زہد جو بندے کے اختیار میں ہو۔۔۔

(2)وہ زہد جو بندے کے اختیار میں نہ ہو۔۔۔۔۔

سوال:::

اختیاری زہد کتنی چیزوں میں ہوتا ہے؟؟؟

جواب:::

یہ تین چیزوں میں ہوتا ہے:::

(1)دنیا کا جو مال پاس نہیں اس کی خواہش نہ رکھنا۔۔۔۔

(2)جو پاس ہے اس کو خود سے دور کر دینا۔۔۔۔

(3)دنیا کا حصول اور اس کا ارادہ ترک کر دینا۔۔۔۔

سوال:::

غیر اختیاری زہد کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب:::

غیر اختیاری زہد یہ ہے کہ زاہد کا دل دنیا اور اس کے مال سے سرد پڑ جائے۔۔۔۔۔

اختیاری زہد غیر اختیاری زہد کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

سب سے مشکل زہد کون سا ہے؟؟؟

جواب:::

سب سے مشکل زہد دل سے دنیا کا ارادہ نکالنا ہے۔۔۔۔

سوال:::

وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے دنیا کو ترک کرنے کا ارادہ آسان ہو جائے گا؟؟؟

جواب:::

دنیا کی آفات اور اس کے عیوب کو یاد کرنے سے دنیا کو چھوڑنے کا ارادہ آسان ہو جائے گا۔۔۔۔

سوال:::

دنیا کو کیوں چھوڑ دینا چاہیے؟؟؟ اس کی سب سے عمدہ وجہ بتائیں۔۔۔۔

جواب:::

دنیا کو اس لیے چھوڑنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کی دشمن ہے اور ہم اللہ سے محبت رکھنے والے ہیں،، تو جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہو تو وہ اس کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہے،، اس لیے دنیا چھوڑ دینی چاہیے۔۔۔۔

دنیا حقیقت میں سڑا ہوا مردار ہے،، اس کی ہر چیز خراب ہو جاتی ہے لیکن یہ ایسا مردار ہے جسے خوشبو میں لپیٹ کر رکھا گیا ہے پس غافل لوگ اس کے ظاہر سے دھوکہ کھا جاتے ہیں جبکہ عاقل لوگ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال:::

دنیا سے بے رغبتی کرنا فرض ہے یا نفل؟؟؟

جواب:::

دنیا سے بے رغبتی دو چیزوں میں ہوتی ہے:::

(1)حلال چیزوں سے بے رغبتی

(2)حرام چیزوں سے بے رغبتی

حلال چیزوں سے بے رغبتی کرنا نفل ہے جبکہ حرام چیزوں سے بے رغبتی کرنا فرض ہے۔۔۔۔

سوال:::

حلال چیزوں سے بے رغبتی کرنا کن کا کام ہے ؟؟؟

جواب:::

یہ ابدالوں کا کام ہے کیونکہ ان کے نزدیک حلال بھی مردار کی طرح ہے لہذا وہ اس سے بھی بقدر ضرورت لیتے ہیں،، جبکہ حرام تو ان کے نزدیک آگ ہے،، اسے لینا تو دور کی بات اس کو لینے کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آتا۔۔۔۔

سوال:::

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا کی لذات کسی کے نزدیک آگ یا سڑے ہوئے مردار جیسی ہوجائیں؟؟؟ حالانکہ انسان تو فطری طور پر لالچی اور کمزور ہے۔۔۔

جواب:::

جسے اللہ پاک توفیق عطا فرمائے اور وہ دنیا کی حقیقت جان لے تو اس کے نزدیک دنیا آگ یا سڑے ہوئے مردار کی طرح ہوجائے گی۔۔۔

یہ بات مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہوجاتی ہے:::

اگر کوئی شخص عمدہ حلوہ تیار کر کے اس میں زہر ڈال دے اور اسے زہر ڈالتے ہوئے ایک شخص دیکھ رہا تھا لیکن ایک ایسا شخص بھی تھا جس نے زہر ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا،، جب ان دونوں کے سامنے حلوہ پیش کیا جائے گا تو جس کو زہر کا علم تھا اس کے دل میں حلوہ کھانے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوگا جبکہ دوسرا شخص مزے سے کھالے گا،، یہ حال دنیا کے حرام کا ہے کہ صاحب بصیرت لوگ اس سے بچ جاتے ہیں جبکہ غافل لوگ اس میں پڑ جاتے ہیں۔۔۔۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حلوہ تیار کرے اور اس کے اندر تھوک یا رینٹھ ڈال دے،، ایک شخص نے اسے تھوک ڈالتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ دوسرے شخص نے نہیں دیکھا،، جب ان دونوں کے سامنے حلوہ پیش کیا جائے گا تو جس نے تھوک ڈالتے ہوئے دیکھا تھا وہ اس سے دور ہو جائے گا اور سخت ضرورت کے علاوہ اسے استعمال نہیں کرے گا جبکہ جس کو اس بارے علم نہیں ہوگا وہ اسے کھالے گا،، یہ حال دنیا کے حلال کا ہے۔۔۔۔۔

ان مثالوں میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جس کو اس حلوے کے اندر ڈالی جانے والی چیز کا پتا تھا اس نے نہیں کھایا اور جس کو نہیں پتا تھا اس نے کھالیا اگرچہ وہ دونوں انسان ہیں اور طبعا لالچی بھی ہیں،، اسی طرح وہ شخص

جسے دنیا کے دھوکے کا علم ہوتا ہے وہ اس سے بچ جاتا ہے اور جو اس کے بارے میں نہیں جانتا وہ اس کی رغبت رکھتا ہے۔۔۔۔

سوال:::

دنیا سے مکمل کنارہ کشی کرنا کیسے ممکن ہے؟؟؟ حالانکہ انسان کو اس کی سخت حاجت ہوتی ہے۔۔۔

جواب:::

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا مطلب ان فضول چیزوں سے بے رغبتی کرنا جن کے بغیر زندگی گزاری جا سکتی ہے کیونکہ مقصد تو فقط اتنی طاقت حاصل کرنا ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کی عبادت کر سکے،، اصل مقصد کھانا پینا یا لذت حاصل کرنا نہیں ہے۔۔۔۔

سوال:::

عبادت کی راہ میں دوسری رکاوٹ یعنی مخلوق سے جدائی کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب:::

اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) مخلوق سے علیحدگی اس لیے لازم ہے کیونکہ وہ انسان کو عبادت سے غافل کر دیتی ہے،، ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک جگہ سے گزرا وہاں کچھ لوگ تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک شخص الگ بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے کہا تم سے بات کرنے کی بجائے مجھے اللہ کا ذکر کرنا زیادہ پسند ہے،، میں نے کہا تم اکیلے ہو،، اس نے کہا میرے ساتھ میرا رب اور دو فرشتے ہیں،، میں نے پوچھا"" ان تیر اندازوں میں سے کون جیتے گا؟؟؟"" اس نے کہا اللہ جس کی مغفرت فرما دے،، میں نے پوچھا راستہ کہاں ہے؟؟؟ اس نے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور مجھے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا"" الہی تیری اکثر مخلوق تجھ سے غافل کر دیتی ہے""۔۔۔۔۔۔

(2) لوگوں سے دور رہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ پاک کی رحمت شامل نہ ہوئی تو لوگوں کی وجہ سے انسان کی عبادت ضائع ہو جائے گی کیونکہ وہ ریاکاری کا شکار ہو جائے گا،، حضرت یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں"" لوگوں کا دیکھنا ریاکاری کی چٹائی ہے""۔۔۔۔۔

سوال:::

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ نے لوگوں سے کون سے پانچ مطالبے کیے؟؟؟

جواب:::

اپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پانچ چیزوں کا سوال کیا مگر مجھے ایک بھی نہیں ملی۔۔۔

میں نے ان سے کہا زہد و عبادت اختیار کرو تو انہوں نے نہیں کیا،، میں نے کہا اگر تم اختیار نہیں کرتے تو پھر است اختیار کرنے پہ میری مدد کرو تو انہوں نے مدد بھی نہیں کی،، میں نے کہا چلو میرے زہد و عبادت کو اختیار کرنے پہ راضی ہو جاؤ تو وہ راضی بھی نہیں ہوئے،، میں نے چلو پھر مجھے اس سے نہ روکو مگر انہوں نے روکا،، میں نے کہا چلو وہ کام جس میں اللہ کی رضا اور خوشنودی نہیں ہے مجھے اس کی طرف نہ بلاؤ مگر انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی۔۔۔۔۔

سوال:::

گوشہ نشینی کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟؟؟

جواب:::

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ فتنوں کا ذکر چھڑ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""

جب تم دیکھو کہ لوگ وعدہ خلافی میں مبتلا ہو جائیں اور امانت میں خیانت کرنے لگیں،، پھر آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر فرمایا"" اور یوں ہو جائیں"" ((یعنی باہم دست و گریباں ہو جائیں))،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ مجھے آپ پہ قربان کرے میں اس وقت کیا کروں؟؟؟ ارشاد فرمایا"" گھر میں بیٹھے رہنا، اپنی زبان قابو میں رکھنا، اچھی چیز اختیار کرنا، بری بات چھوڑ دینا، صرف اپنے معاملے کی فکر کرنا اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دینا۔۔۔۔

((سنن ابو داؤد))

ایک اور حدیث مبارک میں ہے "" اگر تمہاری زندگی رہی تو عنقریب تم ایسا زمانہ دیکھو گے جس میں مقررین زیادہ ہوں گے، علماء کم ہوں گے، مانگنے والوں کی کثرت ہو گی، دینے والے تھوڑے ہوں گے، اس زمانے میں خواہش علم کی پیشوا ہو گی""، انہوں نے عرض کی::: وہ زمانہ کب آئے گا؟؟؟ ارشاد فرمایا"" جب نماز ضائع کی جائے گی، رشوت عام ہو جائے گی اور دین کو دنیا کی معمولی اور حقیر چیزوں کے بدلے بیچا جائے گا، ایسے وقت میں بچنا، ایسے وقت میں بچنا""۔۔۔۔۔

سوال:::

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت عباد خواص رحمہ اللہ کو گوشہ نشینی کے حوالے سے کیا لکھا؟؟؟

جواب:::

انہوں نے لکھا""تم اس زمانے میں ہو جس میں ہونے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پناہ مانگتے تھے اور وہ ہم سے زیادہ علم والے تھے۔۔اب ہمارا کیا حال ہوگا کہ وہ زمانہ اب آچکا ہے اور ہمارا علم کم ہے، صبر تھوڑا ہے، بھلائی پہ مددگار کم ہیں، دنیا کی خرابی بڑھ گئی ہے اور لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔۔۔۔

سوال:::

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گوشہ نشینی کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب:::

آپ نے فرمایا""گوشہ نشینی میں برے لوگوں کی ملاقات سے چھٹکارا اور راحت ہے""۔۔۔۔۔

سوال:::

گوشہ نشینی اور لوگوں سے دور رہنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب:::

گوشہ نشینی کے بارے میں لوگوں کے دو طبقے ہیں:::

(1)وہ شخص جو نہ عالم ہے اور نہ حاکم،، یعنی مخلوق کو اس کی کوئی حاجت نہیں تو اس کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے،، اسے چاہیے کہ جمعہ و عیدین اور علم کی مجلس میں لوگوں کے ساتھ شریک ہو اور انتہائی حاجت کے وقت لوگوں کے ملاقات کرے اور پھر ان سے کنارہ کش ہو جائے۔۔۔۔

(2)وہ شخص جو عالم ہے اور لوگ اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں اس کے محتاج ہیں یعنی اس سے شرعی رہنمائی لیتے رہتے ہیں تو ایسا شخص گوشہ نشینی اختیار نہ کرے بلکہ مخلوق کے درمیان رہ کر ان کو نصیحت کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم خاموش رہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے""۔۔۔۔۔۔

سوال:::

اگر کوئی شخص لوگوں سے بلکل لاتعلقی اختیار کرنا چاہے یعنی جمعہ جماعت اور کسی بھی حاجت کے لیے لوگوں سے نہ ملنا چاہتا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب:::

اسے مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنی چاہیے:::

(1)ایسی جگہ چلا جائے جہاں یہ فرائض اس پہ لازم نہ ہوں مثلا چوٹیوں یا وادیوں کے بیچ چلا جائے۔۔۔۔

(2)اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ ان فرائض کو ادا کرنے کی صورت میں لوگوں سے ملنے کا نقصان ان فرائض کو چھوڑ دینے سے بڑا ہے تو ایسی صورت میں معذور ہو گا۔۔۔۔۔

سوال:::

حضرت ابو بکر بن فورک رحمہ اللہ نے جب تنہائی میں رہنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کیا آواز سنی؟؟؟

جواب:::

انہوں نے ندا سنی "" اے ابو بکر!!! جب تم مخلوق خدا کے لیے اللہ کی ایک دلیل ہو تو تم نے اللہ کے بندوں کو کیوں چھوڑا؟؟؟ چنانچہ آپ لوگوں میں واپس تشریف لائے اور آپ کا عوام میں رہنے کا یہی سبب بنا۔۔۔۔۔

سوال:::

حضرت سیدنا ابو اسحاق رحمہ اللہ نے لبنان کے پہاڑوں پہ عبادت کرنے والوں سے کیا فرمایا؟؟؟

جواب:::

آپ نے فرمایا"" اے گھاس کھانے والو!!! تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بد مذہبوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور خود یہاں گھاس کھانے میں مشغول ہو""؟؟؟ تو انہوں نے جواب دیا"" ہم میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی طاقت نہیں ہے جبکہ اللہ نے آپ کو یہ قوت عطا فرمائی ہے تو یہ آپ پر ہی لازم ہے""۔۔۔۔۔۔

سوال:::

اگر دینی معاملات کی وجہ سے لوگ کسی شخص کے محتاج ہیں تو ایسے شخص کو لوگوں سے میل جول رکھنے میں کتنی اور کون سی چیزوں کی حاجت ہے؟؟؟

جواب:::

ایسے شخص کو دو اشیاء کی حاجت ہے:::

(1) طویل صبر، بہت زیادہ بردباری، شفقت بھری نظر اور اللہ پاک سے ہمیشہ مدد طلب کرنا۔۔۔۔

(2) صرف جسمانی طور پر لوگوں کے ساتھ رہے،، یعنی اگر وہ ملاقات کو آئیں تو ان سے ملاقات کرے اور اگر کوئی اس کے پاس نہ آئے تو اسے کسہ کی پرواہ نہ ہو،، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے،، لوگوں کے حقوق کا خیال رکھے،، ان کی

طرف سے پہنچنے والی تکلیفات کو برداشت کرے اور اس کے ساتھ اپنا خیال بھی رکھے اور نفلی عبادت کے لیے وقت نکالے۔۔۔

سوال:::

کس صورت میں عالم کو گوشہ نشینی کی اجازت ہے؟؟؟

جواب:::

اگر فتنے پے در پے ابھریں، حق کا زوال ہو، لوگ دین سے منہ پھیریں، کسی عالم کا لحاظ نہ کریں، قرابت کا لحاظ نہ کریں تو اس صورت میں عالم گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اب وہ معذور ہے۔۔۔۔۔

اعتراض:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا جبکہ آپ کہتے ہیں گوشہ نشینی اختیار کریں،، یوں آپ حدیث کے خلاف عمل کرنے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

جواب:::

ہم حدیث کے خلاف عمل کرنے کا ہرگز نہیں کہہ رہے بلکہ گوشہ نشینی اختیار کرنے کے بارے میں بھی احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ""اپنے گھر کو لازم پکڑو، اپنی ذات کی فکر کرو اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دو""۔۔۔۔۔

رہی وہ والی حدیث جس میں جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی تین صورتیں بن سکتی ہیں:::

(1) دینی احکامات میں جماعت کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ امت گمراہی پہ جمع نہیں ہو سکتی،، جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ کوئی راہ نکالنا باطل ہے لیکن اپنے دین کی بھلائی کی خاطر علیحدہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں۔۔۔۔

(2) دوسرا مطلب یہ ہے کہ جمعہ اور جماعت میں لوگوں سے الگ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں دین کی مضبوطی ہے اور جن کاموں میں نقصان کا اندیشہ ہو ان میں لوگوں سے علیحدہ رہنا چاہیے۔۔۔۔

(3) جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم اچھے زمانے میں اس شخص کے لیے ہے جو دینی معاملات میں کمزور ہو لیکن وہ شخص کو ان معاملات میں قوی ہو اور زمانہ بھی فتنے والا ہو تو اس کے لیے گوشہ نشینی زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔

سوال:::

وہ کون سے لوگ ہیں جو تمام اسلامی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں؟؟؟

جواب:::

ابدال وہ لوگ ہیں جو اسلامی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں چاہے جہاں بھی ہوں اور وہ زمین میں جہاں چاہے سیر کرتے ہیں کیونکہ ان کے لیے زمین سمیٹ دی جاتی ہے.....

اعتراض:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""میری امت کی رہبانیت مساجد میں بیٹھنا ہے""، اس حدیث میں مساجد میں بیٹھنا رہبانیت قرار دیا گیا ہے جبکہ جنگلوں اور وادیوں میں گوشہ نشینی سے جھڑکا گیا ہے...

جواب:::

اس حدیث کا حکم اس وقت کے لیے ہے جب فتنہ نہ ہو اور جب بندہ مسجد میں بیٹھے اور لوگوں سے نہ ملے تو وہ جسمانی طور پر لوگوں کے ساتھ ہوگا جبکہ دلی طور پر اللہ کی یاد میں مصروف ہوگا اور جس گوشہ نشینی کی ہم بات کرتے ہیں وہ بھی یہی ہے.....

سوال:::

کیا علماء کے دینی مدارس اور صوفیاء کی خانقاہوں میں گوشہ نشین رہنے کے فوائد ہیں؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، اس میں عام لوگوں کے لیے دو طرح کے فوائد ہیں:::

(1) لوگوں سے میل جول اور ان کے دیگر معاملات سے دوری رہے گی۔۔۔

(2) جمعہ و جماعت اور دیگر اسلامی شعائر میں شرکت کرنے کا موقع بھی ملے گا اور انہیں وہی سلامتی نصیب ہو گی جو گوشہ نشینوں کو ہوتی ہے۔۔۔۔

سوال:::

راہ آخرت کے مسافر کو خانقاہ میں اسی راہ کے مسافروں کے ساتھ رہنا چاہیے یا کسی ایک کونے میں بیٹھ جانا چاہیے؟؟؟

جواب:::

اگر خانقاہ میں بقیہ لوگ اسلاف کی سیرت پہ پابند ہوں تو انہی کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ اس سے عبادت پہ مدد ملے گی لیکن اگر بقیہ لوگ سلف صالحین کے راستے کو چھوڑ چکے ہوں تو ان سے الگ ہو کر

کسی ایک کونے میں بیٹھ جانا چاہیے،، نیکی کے کاموں میں ان کے ساتھ شریک ہونا چاہیے اور بقیہ معاملات میں ان کے ساتھ رہنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

سوال:::

کیا ریاضت و مجاہدہ کرنے والا شخص اپنی بہتری کی خاطر خانقاہ والوں کی آفت سے بچنے کے لیے وہاں نکل کر کہیں اور جا سکتا ہے؟؟؟

جواب:::

مدارس اور خانقاہوں کی مثال مضبوط قلعے جیسی ہے،، مجاہدہ کرنے والے یہاں رہ کر چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رہتے ہیں اور ان سے باہر کی جگہ صحرا کی مانند ہے جہاں شیطانی لشکر گھومتے رہتے ہیں،، پس اگر کوئی شخص وہاں سے نکل کر صحراء کی طرف چلا گیا تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا لہذا کمزور شخص کے لیے مضبوط قلعے میں رہنا ضروری ہے۔۔۔۔

ہاں اگر کوئی شخص مضبوط اور صاحب بصیرت ہو تو اس کے باہر نکلنے میں حرج نہیں لیکن پھر بھی قلعے میں رہنا زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

وہ لوگ جن سے اللہ کی رضا کی خاطر دوستی لگائی ہو کیا ان سے ملنا چاہیے ؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، لیکن دو شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے:::

(1) کثرت سے ملاقات نہ کی جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" کبھی کبھی ملا کرو محبت میں اضافہ ہو گا""------

(2) اس ملاقات میں ریاکاری، تکلف، غیبت اور دیگر برائیوں سے پرہیز کرنی چاہیے------

سوال:::

ایسی کون سی چیز ہے جس کا اگر انسان خیال رکھے تو وہ گوشہ نشین ہو سکتا ہے ؟؟؟یعنی کون سی چیز گوشہ نشینی اپنانے پہ ابھارتی ہے ؟؟؟

جواب:::

اگر انسان مندرجہ ذیل تین کام کر لے تو اس کے لیے گوشہ نشین بننا آسان ہو جائے گا:::

(1) اپنی تمام اوقات کو عبادت میں مصروف رکھنا چاہیے کیونکہ جب انسان اچھی طرح عبادت کرے گا تو اسے عبادت کی حلاوت نصیب ہو گی اور یوں وہ لوگوں سے دور رہنا پسند کرے گا۔۔۔

(2) تمام لوگوں سے امید ختم کر دینی چاہیے کیونکہ جس سے نفع کی امید اور نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔۔۔۔

(3) لوگوں سے ملنے کی صورت میں پہنچنے والی آفات پہ نظر رکھنی چاہیے۔۔۔۔

جب انسان ان تین امور پہ کاربند رہے گا تو اس کے دل سے لوگوں کی محبت نکل جائے گی اور وہ گوشہ نشین بن جائے گا۔۔۔۔۔۔

((العائق الثالث))

سوال:::

شیطان سے جنگ کرنا اور اس پہ سختی کرنا کیوں لازم ہے؟؟؟

جواب:::

عبادت پہ کامیابی پانے کے لیے شیطان سے لڑنا بہت ضروری ہے،، اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) شیطان گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے اور اس سے بھلائی کی امید نہیں کی جا سکتی،، جو دشمن ہر وقت ہلاک کرنے کو تیار ہو ایسے دشمن سے کیونکر غفلت برتی جائے ؟؟؟

سورۃ یسین میں اللہ پاک نے فرمایا:::

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَۚ-اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔۔۔۔

سورۃ فاطر میں ہے:::

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّاؕ۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔۔۔۔۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان سے دشمنی کرنا شیطان کی فطرت ہے اور وہ ہر وقت اپنے تیر پھینکتا رہتا ہے،، پس اگر انسان اس کی طرف سے غفلت میں پڑ جائے تو اس کا کیا بنے گا؟؟؟

سوال:::

کن لوگوں سے شیطان کی خاص طور پر دشمنی ہوتی ہے ؟؟؟

جواب:::

ویسے تو وہ سب کا دشمن ہے لیکن جو لوگ خود بھی عبادت کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی نیکی کی دعوت دیتے ہیں تو وہ اس کے خاص دشمن ہیں پھر وہ ان کے خلاف لڑنے کے لیے کمر کس لیتا ہے اور معاذاللہ داعی الی الحق کا ایمان تک ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

انسان کے خلاف شیطان کے پاس سب سے بڑے ہتھیار کون سے ہیں ؟؟؟

جواب:::

شیطان کے پاس انسان کے خلاف بہت سے ہتھیار ہیں لیکن انسان کا نفس اور اس کی خواہش شیطان کے سب سے بڑے مددگار ہیں جو انسان کے خلاف شیطان کی مدد کرتے ہیں۔۔۔۔

سوال:::

شیطان کو کن طریقوں سے بھگایا جا سکتا ہے ؟؟؟

جواب:::

صوفیاء کرام نے شیطان کو بھگانے کے دو بڑے طریقے بیان فرمائے ہیں:::

(1)شیطان کو بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اس کے خلاف اللہ کی پناہ مانگتا رہے کیونکہ وہ ایک کتا ہے جسے اللہ نے انسان پہ مسلط کیا ہے،،
پس اگر انسان خود اس سے لڑنا شروع کر دے گا تو ہار جائے گا لہذا بہتر
طریقہ یہی ہے کہ کتے کے مالک یعنی اللہ عزوجل کی جانب رجوع کیا جائے تاکہ انسان شیطان کے شر سے بچ سکے۔۔۔۔۔

(2)دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان مجاہدہ اختیار کرے اور شیطان کی مخالفت میں ڈٹ جائے اور اسے بھگانے کی کوشش کرے۔۔۔۔۔

سوال:::

شیطان سے جنگ کرنے اور اس پہ غالب آنے کے لیے کتنی اور کون سی چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

اس کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے:::

(1) انسان کو شیطان سے بچنے کے لیے اس کے مکر و فریب کو پہچاننا ہو گا کیونکہ اگر چور کو پتا چل جائے کہ گھر والوں نے اسے محسوس کر لیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے.....

(2) انسان کو شیطان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور اپنے دل کو اس جانب متوجہ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جتنا آپ کتے کی جانب بڑھو گے اتنا زیادہ وہ بھونکے گا اور حملہ کرے گا لیکن اگر اس سے منہ موڑ لیا جائے تو وہ خاموش ہو جاتا ہے.......

(3) انسان کو چاہیے کہ اپنی زبان کو مسلسل اللہ کے ذکر سے تر رکھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" شیطان کے لیے اللہ کا ذکر اتنا تکلیف دہ ہے جتنا انسان کے لیے آکلہ کا مرض......

سوال:::

انسان کو شیطان کے مکر و فریب کا کیسے علم ہو گا???

جواب:::

اس حوالے دو باتیں یاد رکھنی چاہیے:::

(1) شیطان کے وسوسے تیروں کی مانند ہیں جنہیں وہ پھینکتا رہتا ہے ان کی پہچان تبھی ہو گی جب انسان دل کے خیالات اور ان کی اقسام کے بارے میں جان لے گا۔۔۔۔

(2) شیطان کے پاس جالوں کی مانند حیلے بہانے ہیں جن سے وہ شکار کرتا ہے ،، انسان کو ان جالوں کی پہچان تبھی ہو گی جب وہ ان مکروں، ان کی حالتوں اور راستوں کو پہچانے گا۔۔۔۔۔

سوال:::

الہام اور وسوسہ کسے کہتے ہیں ؟؟؟

جواب:::

اللہ پاک نے انسان کے دل پہ ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو اسے نیکی کی دعوت دیتا ہے،، اس فرشتے کو ملہم جبکہ اس کی دعوت کو الہام کہتے ہیں۔۔۔۔

فرشتے کے مقابلے میں ایک شیطان بھی مسلط ہے جو برائی کی دعوت دیتا ہے،، اس شیطان کو وسواس جبکہ اس کی دعوت کو وسوسہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال:::

کیا شیطان کبھی نیکی کی طرف بھی بلاتا ہے؟؟؟

جواب:::

جی ہاں،، کبھی کبھی شیطان انسان کو نیکی کی طرف بھی بلاتا ہے لیکن اس میں بھی اس کا برا ارادہ ہوتا ہے،، وہ اس طرح کہ شیطان انسان کو چھوٹی نیکی کی طرف بلاتا ہے تا کہ وہ بڑی نیکی سے بچ سکے یا نیکی کی طرف اس لیے بلاتا ہے تا کہ اس نیکی کے ذریعے اسے بڑے گناہ تک لے جائے مثلا:::خود پسندی وغیرہ۔۔۔۔

سوال:::

انسان کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب:::

خیالات کی چار اقسام ہیں:::

(1)وہ خیال جو ابتداء اللہ کی جانب سے بندے کے دل میں ہیدا ہوا سے صرف خیال کہتے ہیں۔۔۔

(2)وہ خیال جو انسانی طبیعت کے مطابق دل میں پیدا ہوا سے خواہش نفس کہا جاتا ہے اور اس خیال کو نفس کی خواہش کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔

(3)وہ خیال جو ملہم نامی فرشتے کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو،،اسی کو الہام کہتے ہیں۔۔۔۔

(4)وہ خیال جو شیطان کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو،،اسے وسوسہ کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

انسان کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی کیا حیثیت ہے؟؟؟

جواب:::

ابتداء اللہ پاک کی جانب سے پیدا ہونے والا خیال کبھی خیر کا ہوتا ہے اور کبھی شر کا،، خیر والا خیال عزت اور اتمام حجت کے لیے ہوتا ہے جبکہ شر والا خیال آزمائش اور مشقت کے لیے ہوتا ہے۔۔۔۔

جو خیال """ملہم"""نامی فرشتے کی جانب سے ہو وہ بھلائی کا ہی ہوتا ہے،،جو خیال وسواس کی طرف سے ہو وہ شر اور گمراہی والا ہوتا ہے اور نفس سے پیدا ہونے والا خیال بھی برا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

اگر کوئی انسان اچھے اور برے خیال میں فرق کرنا چاہے تو کیسے کر سکتا ہے؟؟؟

جواب:::

اچھے اور برے خیال میں فرق کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔۔۔۔

جو بھی خیال دل میں پیدا ہو اسے شریعت پہ پیش کرنا چاہیے اگر وہ شریعت کے موافق ہو تو اچھا ہے ورنہ برا ہے۔۔۔۔

اگر شریعت سے واضح نہ ہو تو پھر اس خیال کو بزرگان دین کی سیرت پہ پیش کرنا چاہیے،، اگر اس خیال کی وجہ سے ان کی پیروی ہوتی ہے تو وہ خیال اچھا ہے ورنہ بتا ہے۔۔۔۔۔

اگر اولیاء کی سیرت پہ پیش کرنے سے معاملہ واضح نہ ہو اسے نفس پہ پیش کیا جائے اور اگر نفس طبعی طور پر ناپسند کرے اور یہ ناپسندیدگی کسی خوف کی وجہ سے نہ ہو تو وہ خیال اچھا ہے ورنہ برا ہے۔۔۔۔۔۔

اگر نفس طبعی طور پر اس کی جانب مائل ہو اور اس میں اللہ سے کوئی امید اور رغبت نہ ہو تو وہ برا ہے کیونکہ نفس فطری طور پر خیر کی جانب مائل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔

سوال:::

اگر کوئی شخص برے خیال میں اس لحاظ سے فرق کرنا چاہے کہ آیا وہ رحمانی ہے، نفسانی ہے یا پھر شیطانی ہے تو وہ کس طرح فرق کرے۔۔۔۔

جواب:::

ان میں فرق کرنے کے لیے انسان کو تین جہتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے:::

(1) اگر وہ خیال ایک ہی حالت پہ برقرار رہے تو پھر وہ اللہ کی جانب سے ہے یا نفس کی جانب سے ہے اور اگر اس خیال میں شک پایا جائے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔۔۔۔

(2) اگر وہ خیال گناہ ہونے کے بعد دل میں آیا ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اسے برائی سے نفرت ہو،، پھر اگر یہ خیال گناہ کے بعد نہ ہو بلکہ ابتداء سے ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے کیونکہ وہ برائی کی دعوت سے ابتداء کرتا ہے۔۔۔۔۔

(3) اگر اللہ کا ذکر کرنے سے وہ برائی کا خیال کم بھی نہیں ہوتا اور ختم بھی نہیں ہوتا تو وہ نفس کی جانب سے ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

اگر کوئی شخص اچھے خیال میں اس لحاظ سے فرق کرنا چاہیے کہ آیا وہ اللہ یا ملہم فرشتے کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے ہے تو وہ کیسے کرے ؟؟؟

جواب:::

ایسے شخص کو بھی تین جہتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے:::

(1) اگر وہ خیال قوی اور مضبوط ہو تو وہ اللہ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں تردد ہو تو وہ ملہم کی جانب سے ہے۔۔۔۔

(2) اگر وہ خیال عبادت یا اطاعت الٰہی کے بعد پیدا ہوا ہے تو وہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا""والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا""

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔۔۔۔۔

اور اگر وہ نیک خیال کسی عبادت یا اطاعت کے بعد نہیں بلکہ ابتداء سے پیدا ہو تو وہ ملہم کی جانب سے ہے۔۔۔۔

(3)اگر وہ نیک خیال اصول یا باطنی اعمال کے متعلق ہو تو اللہ کی جانب سے ہوگا اور اگر وہ فروع یا ظاہری اعمال کے متعلق ہو تو اکثر فرشتے کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ ""ملہم ""کا بندے کے باطنی اعمال سے کوئی لینا دینا نہیں بلکہ اس کا تعلق صرف ظاہری اعمال سے ہے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

انسان کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ اچھا خیال شیطان کی طرف سے ہے ؟؟؟

جواب:::

اگر اس خیال پہ عمل کرنے میں دل میں نشاط ہو خوف وخشیت نہ ہو، جلدبازی ہو صبر و تحمل نہ ہو، بے خوفی ہو کوئی کسہ قسم کا خوف نہ ہو، آخرت کی طرف نظر نہ ہو اور بے بصیرت ہو تو وہ خیال شیطان کی طرف سے ہوگا لہذا اس سے بچنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

سوال:::

جلدبازی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے لیکن وہ پانچ کام کون سے ہیں جن میں جلدبازی کا حکم دیا گیا ہے ؟؟؟

جواب:::

وہ پانچ کام حدیث میں بیان ہوئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:::

(1) جب لڑکی بالغ ہو تو اس کی شادی کرنا

(2) جب قرض لازم ہو تو اسے ادا کرنا

(3) کوئی مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرنا

(4) مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنا

(5) گناہ ہو جانے پہ توبہ کرنا

سوال:::

انسان کو عبادت سے روکنے کے لیے شیطان کتنے اور کون سے طریقے استعمال کرتا ہے؟؟؟

جواب:::

شیطان سات حربے استعمال کرتا ہے:::

(1) شیطان بندے کو عبادت سے روکتا ہے لیکن اگر اللہ بندے کو بچا لے تو بندہ شیطان کو یہ کہہ کر دور کر دیتا ہے "" مجھے عبادت کی شدید حاجت

ہے کیونکہ میں نے اس فانی دنیا سے ختم نہ ہونے والی آخرت کے لیے زادراہ جمع کرنا ہے۔۔۔۔۔

(2)شیطان اس کو عمل ٹالنے کا حکم دیتا ہے یعنی یہ کام کل کرلینا،، پس اگر اللہ پاک کی توفیق شامل حال ہو تو وہ بندہ اس سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(3) پھر شیطان اسے جلدی سے عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے،، اگر اللہ کا فضل ہو تو بندہ یہ کہ کر شیطان کو دور کرتا ہے "" اطمینان و سکون کے ساتھ تھوڑا عمل نقصان کے ساتھ کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔۔۔۔۔۔

(4) پھر شیطان اسے ریاکاری پہ ابھارتا ہے لیکن اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے وہ بندہ یہاں سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔

(5) پھر وہ خود پسندی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے یعنی تم تو بہت نیک انسان ہو وغیرہ وغیرہ،، پس اللہ پاک کی عنایت سے بندہ اس حملے سے بھی بچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(6) پھر شیطان اس بندے سے کہتا ہے کہ "" تو چھپ کر عمل کر اور اللہ اسے لوگوں میں مشہور کردے گا""،، پس اگر اللہ پاک بندے کی حفاظت کرے تو وہ شیطان کا رد کردیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

(7) آخر کار شیطان کہتا ہے کہ تمہیں نیک کام کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ تقدیر میں سب لکھا جا چکا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے اور کس نے جہنم میں جانا ہے،، یہاں بھی اللہ پاک اس بندے کو بچا لیتا ہے پس وہ بندہ شیطان کا رد کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

((العائق الرابع))

((النفس))

سوال:::

انسان کے لیے اپنے نفس سے بچنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

نفس سب سے خطرناک دشمن ہے،، اس کی آفت بھی بہت سخت ہے کیونکہ اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) یہ جسم کے اندر موجود ہوتا ہے اور چور جب گھر کا ہو تو اس سے بچنا اور مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔۔

(2) نفس انسان کا محبوب ہے اور انسان اپنے محبوب کے عیوب پہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔۔۔

جب حالت یہ ہوگی کہ انسان نفس کی برائی کو اچھا سمجھے گا اس کے عیبوں سے درگزر کرے تو اگر اللہ پاک کا فضل شامل حال نہ ہوا تو وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال:::

ہر مصیبت کی جڑ کیا ہے؟؟؟

جواب:::

نفس ہر مصیبت کی جڑ ہے کیونکہ روز اول سے قیامت تک ہر فتنے کا سبب نفس ہی ہے،، ابلیس نے 80 ہزار سال عبادت کی لیکن خواہش نفس کی وجہ سے تکبر کر بیٹھا اور تو گمراہ ہو گیا،، حضرت آدم سے صادر ہونے والی لغزش میں بھی نفس کا حصہ تھا جس کی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا رضی اللہ عنہا جنت سے اتار دیئے گئے،، اس کے علاوہ دیگر واقعات مثلاقابیل کا ہابیل کو قتل کرنا، ہاروت ماروت کا قصہ ان تمام میں خواہش نفس ہی تھی۔۔۔۔۔

سوال:::

نفس سے بچاؤ کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟؟؟

جواب:::

نفس کا معاملہ انتہائی دشوار ہے،، دیگر دشمنوں کی طرح ایک ہی دفعہ نفس کو زیر کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس میں نقصان ہوگا،، اس کو زیر کرنے کا درمیانی طریقہ یہ ہے کہ نفس جس قدر نیکیوں کا بوجھ برداشت کر سکے اس پہ اتنا بوجھ ڈالا جائے اسے اس حد تک کمزور اور قید بنایا جائے جب تک معاملہ حد سے نہ بڑھے،، الغرض اس کا علاج کرنے کے لیے انتہائی باریک بینی کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

نفس کی خواہش کو کس طرح توڑا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب:::

اس کے تین طریقے ہیں:::

(1) خواہشات سے روکنا،، کیونکہ اڑیل جانور کو جب کم چارہ ملتا ہے تو وہ نرم پڑ جاتا ہے۔۔۔۔

(2) نفس پہ عبادت کا بوجھ لادنا کیونکہ اگر چارہ کم دینے کے ساتھ ساتھ گدھے پہ بوجھ بڑھا دیا جائے تو وہ بے بس ہو کر قابو میں آجاتا ہے۔۔۔۔۔

(3) نفس کے مقابلے میں اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔۔۔۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا:::

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ

ترجمہ کنزالعرفان:::

بےشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔۔۔۔

سوال:::

تقوی کیا ہے ؟؟؟

جواب:::

تقوی ایک نادر خزانہ ہے اگر انسان اسے حاصل کرلے تو وہ ایک عظیم چیز کا مالک ہو جائے گا،، یعنی ہم یوں کہ سکتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع کر کے تقوے کے نیچے رکھ دی گئی ہیں۔۔۔۔

سوال:::

تقویٰ کی کتنی خوبیاں ہیں ؟؟؟

جواب:::

اس کی بے شمار خوبیاں ہیں،، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:::

(1) تقوی اختیار کرنے والی کی تعریف کی جاتی ہے،، ارشاد باری تعالیٰ ہے:::

وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگار بنو تو یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔۔۔۔

(2) متقی کی اس سے دشمنوں سے حفاظت کی جاتی ہے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا یَضُرُّکُمۡ کَیۡدُھُمۡ شَیۡـًٔا۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کا مکروفریب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔۔

(3) متقی کی مدد کی جاتی ہے،، فرمان الٰہی ہے:::

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔۔۔۔

(4) تقوی والے کو تکلیفوں سے نجات اور حلال رزق نصیب ہوتا ہے،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا(2)وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا،، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔۔۔۔

(5) اس کے اعمال سنوارے جاتے ہیں،، اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا(70) یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔۔۔

(6) تقوی اپنانے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں،، اللہ پاک نے فرمایا:::

ویغفر لکم ذنوبکم

ترجمہ:::

اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔۔۔

(7)اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے،، چنانچہ قرآن مجید میں ہے

:::

ان اللہ یحب المتقین۔۔۔۔

ترجمہ:::

بے شک اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔

(8)اعمال قبول ہوتے ہیں:::

انما یتقبل اللہ من المتقین۔۔۔

ترجمہ:::

اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔۔۔۔

(9) تقوی والے کی عزت کی جاتی ہے:::

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

ترجمہ:::

بے اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔۔۔۔۔

(10)موت کے وقت خوشخبری دی جاتی ہے:::

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ (63) لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ-----

ترجمہ کنزالعرفان:::

وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے-----

(11) تقویٰ والوں کو جہنم سے نجات ملے گی،، فرمان باری تعالیٰ ہے:::

ثم ننجی الذین اتقوا

ترجمہ کنزالایمان:::

پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے-----

(12) متقین ہمیشہ جنت میں رہیں گے:::

اعدت للمتقین----

ترجمہ کنزالایمان:::

پرہیزگاروں کے لیے تیار کر رکھی ہے-----

سوال:::

عبادت کا تقویٰ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب:::

عبادت کی تین بنیادی باتوں کا تعلق تقوی کے ساتھ ہے:::

(1) تقوی کی وجہ سے متقین کو اللہ پاک کی توفیق اور مدد حاصل ہوتی ہے،، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:::

ان اللہ مع المتقین۔۔۔

ترجمہ:::

بے شک اللہ متقین کے ساتھ ہے۔۔۔۔

(2)اعمال کی درستگی اور ان میں پیدا ہونے والی کمی تقوے کے ذریعے پوری ہوتی ہے ،،اللہ پاک کا فرمان ہے:::

یصلح لکن اعمالکم

ترجمہ:::

وہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔۔۔۔

(3)اللہ پاک متقین کے اعمال قبول کرتا ہے:::

انما یتقبل اللہ من المتقین۔۔۔۔

ترجمہ:::

اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔۔۔۔۔

پس اگر کوئی انسان اچھے طریقے سے عبادت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ تقوی کو اختیار کرے۔۔۔۔۔

سوال:::

مصنف کے نزدیک عزت کس چیز میں ہے؟؟؟

جواب:::

عزت صرف پرہیزگاری میں ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

اللہ پاک کس کے اعمال قبول کرتا ہے؟؟؟

جواب:::

اللہ پاک متقین کے اعمال قبول کرتا ہے،، چنانچہ اس کا فرمان ہے:::

انما یتقبل اللہ من المتقین۔۔۔۔

ترجمہ:::

اللہ متقین سے ہی قبول کرتا ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس چیز نے خوش کیا؟؟؟

جواب:::

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی کسی چیز سے خوش نہ ہوئے اور متقی وپرہیزگار کے سوا کسی نے آپ کو خوش نہیں کیا۔۔۔۔

سوال:::

تقویٰ کی اہمیت بیان کریں۔۔۔

جواب:::

اللہ پاک نے اپنے بندوں کو پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت کی،، چنانچہ اس کا فرمان ہے:::

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

اور بیشک ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی تاکید فرمادی ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔۔۔

اس آیت سے تقوے کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ پاک سب سے بڑھ کر بندے کی بہتری کو جاننے والا ہے اور سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہے ،،اگر تقوے سے بڑھ کر کوئی چیز بندے کے لیے بہتر ہوتی تو اللہ پاک ضرور اس کو اپنانے کا حکم دیتا،، پس معلوم ہوا کہ تقوی ہی وہ صفت ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

مصنف کے شیوخ نے تقوی کے کیا معنی بیان کیے ہیں ؟؟؟

جواب:::

انہوں نے فرمایا"" دل کو اس گناہ کے خیال سے بھی پاک کیا جائے جو بندے نے پہلے نہ کیا ہو یہاں تک کہ بندہ گناہ چھوڑنے کے عزم کو اپنے اور گناہوں کے درمیان ڈھال بنا لے۔۔۔۔۔

سوال:::

قرآن کریم میں لفظ"" تقوی"" کتنے اور کون سے معانی میں استعمال ہوا ہے ؟؟؟

جواب:::

قرآن کریم میں لفظ"" تقوی"" تین معانی میں استعمال ہوا ہے:::

(1)خوف وخشیت کے معنی میں،، فرمان الٰہی ہے:::

وایای فاتقون

ترجمہ:::

اور مجھ ہی سے ڈرو۔۔۔۔

(2)اطاعت وعبادت کے معنی میں،، چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا :::

یاایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقتہ

ترجمہ:::

اے ایمان والو!!! اللہ سے ایسے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔۔۔۔

حضرت ابن عباس اس آیت کا مطلب بیان فرماتے ہیں"" اللہ کی اس طرح اطاعت کرو جس طرح اس کی اطاعت کرنے کا حق ہے ""۔۔۔۔۔۔

(3)دل کو گناہوں سے بچانے کے معنی میں،، چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

وَمَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔۔۔

ترجمۂ کنزالعرفان:::

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔۔۔۔

سوال:::

تقویٰ کے کتنے اور کون سے درجے ہیں؟؟؟

جواب:::

تقوی کے تین درجے ہیں:::

(1) شرک سے بچنا

(2) بدعت سے بچنا

(3) گناہوں سے بچنا

ان تینوں کو اللہ پاک نے ایک ہی آیت میں بیان فرمایا:::

لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْاؕ-وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (93)

ترجمۂ کنزالعرفان:::

جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان پر کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور اچھے عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیکیاں کریں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔۔۔۔

سوال:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تقوی والوں کو متقی کیوں کہا گیا ہے؟؟؟

جواب:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" تقوی والوں کو متقی اس لیے کہا گیا ہے کہ انہوں نے ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دیا ""۔۔۔۔

((ترمذی،، کتاب صفۃ القیامۃ))

سوال:::

صوفیا کے نزدیک تقوی کی کیا تعریف ہے؟؟؟

جواب:::

تقویٰ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان کو اپنی دن میں نقصان کا ڈر ہو۔۔۔۔

سوال:::

کتنی اور کون سی چیزوں کے ذریعے دین میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے؟؟؟

جواب:::

دو چیزوں کے ذریعے دین میں نقصان ہونے کا اندیشہ ہے:::

(1) خالص حرام اور گناہ،، ان کے ذریعے دین کے نقصان کا اندیشہ ہے۔۔۔۔

(2) ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں میں مبتلا ہو جانا،، یہ دین میں اس لیے نقصان کا باعث ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان حرام کی جانب چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال:::

تقویٰ کی شرعی تعریف بیان کریں۔۔۔

جواب:::

وہ شر جو انسان سے پہلے صادر نہ ہو دل کو ہر اس شر اور برائی سے ایسے پختہ ارادے کے ساتھ بچانا کہ وہ ارادہ انسان اور شر کے درمیان آڑ بن جائے۔۔۔۔۔

سوال:::

شر کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب:::

شر کی دو اقسام ہیں:::

(1)اصلی شر

اس شر سے حرام ہونے کے اعتبار سے روکا گیا ہے،، اس شر سے بچنا فرض ہے لیکن اگر کوئی اس سے نہ بچا تو عذاب نار کا مستحق ہوگا۔۔۔اس شر سے بچنے والا تقوے کے پہلے درجے پہ فائز ہوگا۔۔۔۔

(2)غیر اصلی شر

یہ وہ شر ہے جس سے اصلاح و تنبیہ کی وجہ سے روکا گیا ہو یعنی ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں میں مبتلا ہونے سے روکا گیا ہو،، اگر کوئی شخص اس شر سے نہ بچا تو اس سے قیامت کے دن حساب ہوگا،، اس سے بچنے والا تقوی کے بلند درجے پہ فائز ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال:::

نفس کو کس طرح تقوی کا عادی بنانا چاہیے؟؟؟

جواب:::

نفس کو گناہوں سے باز رکھنا چاہیے،، ضرورت سے زیادہ حلال چیزوں سے بچنا چاہیے،، اپنے پانچ اعضاء "" آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ "" کو برائیوں سے بچانا چاہیے،، جب ان پانچ اعضاء کو انسان گناہوں سے بچالے گا تو امید ہے تمام اعضاء گناہوں سے بچ جائیں گے اور یوں انسان تقوی کا عادی ہو جائے گا۔۔۔۔۔

((الفصل الاول))

((العین))

سوال:::

ہر فتنے اور آفت کا سبب کون ہے؟؟؟

جواب:::

ہر فتنے اور آفت کا سبب آنکھ ہے۔۔۔۔

سوال:::

آنکھ کے معاملے میں کتنے اور کون سے اصول یاد رکھنے ہوں گے؟؟؟

جواب:::

اس معاملے میں تین اصولوں کو یاد رکھنا ہوگا۔۔۔

(1) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ- ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ- اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔۔۔۔۔

ترجمہ کنزالعرفان:::

مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔۔۔۔۔

اس آیت میں تین مطلب پائے گئے ہیں::: ادب سکھانا، تنبیہ کرنا، ڈرانا۔۔۔۔

"" قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ""

آیت کے اس حصے میں ادب سکھایا گیا ہے اور غلام پہ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔۔۔۔

-ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ-

آیت کے اس حصے میں تنبیہ کی گئی ہے کہ آنکھوں کو جھکانا تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے کیونکہ آنکھیں قابو رکھنے سے انسان شہوت اور دیگر بری چیزوں سے محفوظ رہے گا اور حرام دیکھنے سے بھی بچا رہے گا۔۔۔۔

-اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

آیت کے اس حصے میں ڈرایا گیا ہے کہ اے بندو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""عورت کے حسن وجمال کی طرف دیکھنا ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک ہے تو جس نے اسے ترک کیا اللہ اسے عبادت کا ایسا مزہ چکھائے گا جو اسے خوش کردے گا۔۔۔۔۔

یعنی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص عبادت کی مٹھاس پانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کرے۔۔۔۔۔

(3) انسان کو اپنے تمام اعضاء پہ غور کرنا چاہیے کہ اس عضو کو کس لیے بنایا گیا ہے؟؟؟ انسان کے پاؤں جنتی باغات اور محلات کی سیر کے لیے بنائے گئے ہیں،، ہاتھ جنت کی شراب پینے کے لیے بنائے گئے ہیں اور یونہی آنکھیں اللہ پاک کے دیدار کے لیے بنائی گئی ہیں،، پس جس آنکھ سے اللہ کو دیکھنا ہو تو بندے کو چاہیے کہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے۔۔۔۔۔

((الفصل الثانی))

((الأذن))

سوال:::

کان کو بری اور فضول باتوں سے بچانا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

اس کی دو وجوہات ہیں:::

(1) سننے والا بولنے والے کا شریک ہوتا ہے لہذا بندے کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا سن رہا ہے؟؟؟

(2) فضول اور بری گفتگو سننے سے دل میں وسوسے آتے ہیں جس کی وجہ سے انسان بے چین ہو جاتا ہے اور اس کا عبادت میں دل نہیں لگتا،، پس ضروری ہے کہ اچھی چیز سنی جائے کیونکہ کانوں سے سنی گئی گفتگو پیٹ میں پڑنے والے کھانے کی طرح ہے،، اگر وہ کھانا اچھا ہوا تو انسان کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند ہو گا لیکن اگر وہ برا ہوا تو انسان کو نقصان دے گا،، یہی حساب گفتگو کا ہے کہ اچھی گفتگو سننے سے انسان کا اپنا فایدہ ہوتا ہے جبکہ بری گفتگو سننا انسان کو عیب دار بنا دیتی ہے،، لہذا کانوں کی حفاظت بھی انتہائی ضروری ہے-----

((الفصل الثالث))

((اللسان))

سوال:::

زبان کی حفاظت کرنا کیوں ضروری ہے؟؟؟

جواب:::

اس کی حفاظت کرنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ انسانی جسم کے تمام اعضاء میں سے سب سے سرکش اور مضر عضو""زبان""ہے۔۔۔۔

چنانچہ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا""آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟؟؟""آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان اقدس کو پکڑ کر فرمایا""اس کا""۔۔۔۔۔

سوال:::

مصنف نے زبان کے بارے میں کتنے اور کون سے اصول ذکر کیے ہیں؟؟؟

جواب:::

مصنف نے اس بارے میں پانچ اصول ذکر کیے ہیں:::

(1)حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں ""ہم تجھے خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے ""۔۔۔۔۔

پس ثابت ہوا کہ زبان کے بولنے کا اثر تمام اعضاء پہ پڑتا ہے،، اگر کوئی اچھا بولے تو یہ توفیق الٰہی ہے اور اگر کوئی برا بولے تو ذلت ورسوائی ہو گی۔۔۔۔

(2)زبان کی حفاظت کر کے انسان کو اپنے وقت کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ زبان کے فضول استعمال کی وجہ سے انسان کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔۔۔

حضرت حسان بن سنان رحمتہ اللہ علیہ ایک عمارت کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کب تعمیر کی گئی ہے؟؟؟ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ""اے دھوکے باز نفس تو فضول چیز کے بارے میں پوچھتا ہے؟؟؟"" پھر آپ نے ایک سال کے روزے بطور سزا رکھے۔۔۔۔

(3)زبان کی حفاظت میں نیک اعمال کی حفاظت ہے کیونکہ بہت بولنے والا شخص غیبت اور دیگر برائیوں میں پڑ جاتا ہے،، جو شخص غیبت کرتا ہے اس کی مثال اس جیسی ہے جو اپنی نیکیوں کو منجنیق کے ذریعے چاروں سمت پھینک رہا ہے۔۔۔۔

کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے اسے تازہ کھجوروں سے بھرا ایک تھال بھیجا اور فرمایا کہ مجھے پتا چلا ہے تم نے اپنی نیکیاں مجھے تحفے میں دی ہیں تو میں چاہا اس کا بدلہ دے دوں۔۔۔۔۔

(4)زبان کی حفاظت میں دنیاوی آفات سے سلامتی حاصل ہوتی ہے ،،حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ""زبان سے ایسی بات مت نکال جس کی وجہ سے تیرے دانت توڑ دیے جائیں"" ایک اور بزرگ کا فرمان ہے ""اپنی زبان کو اتنا دراز مت کرو کہ تمہاری عزت خراب ہو جائے""۔۔۔۔

ایک مشہور کہاوت ہے ""بہت سے الفاظ بندے سے کہتے ہیں کہ ہمیں منہ سے مت نکالو""۔۔۔۔

پس ہمیں چاہیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کریں۔۔۔۔۔

(5)زبان کی حفاظت کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ انسان اخروی عذاب کو یاد کرے کہ اگر زبان کی حفاظت نہ کی گئی تو اللہ کا عذاب برداشت کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے جہنم میں کچھ لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا،، میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟؟؟"" انہوں نے کہا یہ لوگوں کا گوشت کھانے والے ((یعنی غیبت کرنے والے)) ہیں۔۔۔۔۔

سوال:::

علماء اور طلباء کی توہین کرنے والوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟؟؟

جواب:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" علماء اور طلباء سے اپنی زبانوں کو روکے رکھو اور اپنی زبان سے لوگوں کی آبروریزی نہ کرو ورنہ جہنم کے کتے تمہیں پھاڑ ڈالیں گے""۔۔۔۔۔

سوال:::

کیا ہمیں جائز گفتگو بھی نہیں کرنی چاہیے؟؟؟

جواب:::

ایسی گفتگو جو جائز ہو لیکن فضول ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے،، اس کی چار وجوہات درج ذیل ہیں:::

(1) فضول گفتگو کر کے کراما کاتبین کو لکھنے کی تکلیف نہیں دینی چاہیے بلکہ بندے کو حیا کرنی چاہیے۔۔۔۔۔

(2) اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسا نامہ اعمال پیش کرنے سے بچنا چاہیے جس میں فضول باتیں درج ہوں۔۔۔۔۔

(3) قیامت کے دن فضول باتوں سے پر اعمال نامہ رب کے سامنے پڑھنا ہوگا ،،اس وقت ساری مخلوق جمع ہوگی اور چاروں طرف ہولناکی اور سختی ہوگی،، پس اس وقت یہ اعمال نامہ پڑھنا بہت مشکل ہوگا لہذا ہمیں فضول گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔۔۔

(4) قیامت کے دن انسان کو اپنی اس فضول گفتگو پہ انتہائی شرمندگی ہوگی پس بہتر ہے کہ اس شرمندگی سے بچنے کے لیے ہم فضول گفتگو سے پرہیز کریں۔۔۔۔۔